فضائل ومسائل عشرہ ذی الحجہ وقربانی

فاروق الرحمٰن یزدانی مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین اما بعد :

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے نظام کو وقت کے لحاظ سے 12 مہینوں میں تقسیم فرمایا ہے: ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فی كتاب الله یوم خلق السمٰوٰت والارض ۔ اوران میں سے چار مہینوں کو اللہ کریم نے حرمت والا قرار دیا ہے: منها اربعة حرم (التوبہ:٣٦) حرمت والے مہینوں میں سے ایک مہینہ ذوالحج کا ہے جو کہ سال کا آخری مہینہ ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ میں وقت کیلئے چاند کو معیار مقرر کیا گیا ہے: یسئلونک عن الاهلة قل هی مواقیت للناس والحج (البقرہ:١٨٩) اسی لئے چاند کبھی بڑھتا ہے اور کبھی گھٹتا ہے جبکہ سورج تو ہر روز ایک جیسا ہی طلوع وغروب ہوتا ہے۔ مسلمانوں کیلئے یہ بات بڑی سعادت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے سال کے پہلے مہینے محرم الحرام کو بھی حرمت والا بنایا ہے اور سال کے آخری مہینے ذوالحج کو بھی حرمت والا قرار دیا ہے۔ اور پھر سال کے آخری مہینے کے پہلے عشرے میں نیکی کے عمل کو دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ اجر وثواب کا باعث قرار دیا ہے تا کہ گذشتہ سارے سال میں جو اعمال صالحہ میں کمی رہ گئی ہے یا فرائض وواجبات میں کوتاہی ہوگئی ہے ایک مومن آدمی ان دس دنوں میں اس کی تلافی کی کوشش کرے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس لطف وکرم سے فائدہ اٹھائیں اور عشرہ ذی الحجہ میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو معمول بنائیں۔

ذیل کی سطور میں عشرہ ذی الحجہ کے احکام بیان کئے جاتے ہیں تا کہ اس عشرہ کو کتاب وسنت کی روشنی میں گزارا جاسکے۔

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت:

ذوالحجہ کا مہینہ محرم (حرمت والا) ہے اور حج کا مہینہ بھی ہے اس لحاظ سے اس کی بزرگی

دوقسم کی ہے: ایک حرمت کی وجہ سے اور دوسری حج کی وجہ سے۔ پھر اس مہینے کے پہلے دس دنوں کی فضیلت خصوصی طور پر ھادی کائنات، حضرت محمد ﷺ نے بیان فرمائی' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ماالعمل فی ایام افضل منها فی هذه. قالوا: ولا الجهاد؟ قال: ولا الجهاد الا رجل خرج یخاطر بنفسه وماله فلم یرجع بشئی (بخاری:۱/۱۳۲)

ان دنوں کی نسبت دیگر دنوں میں عمل زیادہ فضیلت نہیں رکھتا، صحابہ کرام نے عرض کیا: جہاد بھی نہیں؟ فرمایا جہاد بھی نہیں۔ ہاں وہ آدمی جو اپنی جان و مال کو خطرے میں ڈال دے اور کسی چیز کے ساتھ واپس نہ لوٹے۔

عشرہ ذی الحجہ میں دوسری عبادت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من ایام اعظم عند الله ولا احب الی الله العمل فیهن من التسبیح والتحمید والتهلیل والتکبیر (طبرانی)

اللہ تعالیٰ کو کوئی دن زیادہ محبوب اور بڑا نہیں ہے عمل کے لحاظ سے ان دنوں کے علاوہ سبحان الله، الحمدلله، لا اله الا الله اور الله اکبر کہنے سے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان دس دنوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر باقی دنوں کی نسبت کثرت سے کرنا چاہئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان دس دنوں میں خصوصی طور پر عبادت اور ذکر کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

خود رسول اللہ ﷺ اس عشرہ کے روزے رکھا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اربع لم یکن یدعهن النبی ﷺ صیام عاشور او العشر وثلثة ایام من کل شهر ورکعتین قبل الغداة (نسائی،۱/۲۶۸، کتاب الصیام)

چار چیزیں رسول اللہ ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ دسویں محرم کا روزہ، عشرہ ذی

الحجہ کے روزے، ہر ماہ کے تین روزے، فجر کی دوسنتیں۔

عشرہ ذی الحجہ کے روزوں سے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ یکم ذی الحجہ سے لیکر نو ذی الحجہ تک نو روزے نہیں چھوڑا کرتے تھے۔ دس ذی الحجہ یوم عید الاضحیٰ کا روزہ رکھنے سے تو آپ ﷺ نے خود منع فرمایا ہے (ابوداؤد، ۱/ ۳۳۵)

عشرہ ذی الحجہ میں حجامت بنوانا

ذوالحج کا چاند نظر آنے کے بعد حجامت بنوانا، ناخن تراشنا منع ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں:

ان النبی ﷺ قال اذا رایتم هلال ذی الحجة و اراد احدکم ان یضحی فلیمسک عن شعرہ واظفارہ (مسلم ۲/ ۱۶۰، کتاب الاضاحی)

''جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے قربانی کرنی ہو وہ ان دس دنوں میں حجامت وغیرہ نہ بنوائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان النبی ﷺ قال امرت بیوم الاضحی عید اجعله الله لهذه الامة قال الرجل ارأیت ان لم اجد الا منیحة انثی افاضحی بها قال لاولکن تاخذ من شعرک واظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فتلک تمام اضحیتک عند الله (ابوداؤد، ۲/ ۲۹، کتاب الضحایا)

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں قربانی کے دن کو عید کا دن بناؤں جسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے عید کا دن بنایا ہے۔ تو ایک آدمی نے کہا کہ آپ کا کیا حکم ہے اگر مجھے قربانی کا جانور نہ ملے تو میں ایک دودھ دینے

والا جانور قربانی کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! تو اپنے بال اور ناخن کٹوالے، اپنی مونچھیں کٹوالے اور زیر ناف بال صاف کر لے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری قربانی ہے۔''

عرفہ کا روزہ اور اس کا ثواب

عرفہ یعنی (۹) ذی الحجہ کا روزہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور اس روزہ کی رسول اللہ ﷺ نے بہت فضیلت بیان فرمائی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

سئل عن صوم یوم عرفة فقال یکفر السنة الماضیة والباقیة

(مسلم ۱/۳۶۸، کتاب الصیام)

''رسول اللہ ﷺ سے عرفہ کے دن کے روزے سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس سے ایک سال گذشتہ اور ایک سال آنے والے کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ خود بھی عرفہ (۹ ذی الحجہ) کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

سنن ابی داؤد میں روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ یصوم تسع ذی الحجة ویوم عاشورآء وثلاثة ایام من کل شهر......الخ (ابوداؤد، ۱/۳۳۸، کتاب الصوم)

''رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کے نو اور عاشورہ (۱۰ محرم) اور ہر مہینے کے تین دن روزہ رکھتے تھے۔''

اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم یہ اجر وثواب حاصل کرنے کیلئے روزہ رکھیں۔ لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے اور وہ حج کیلئے گئے ہیں تو وہ عرفات کے میدان میں روزہ نہ رکھیں کیونکہ امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس موقعہ پر روزہ نہیں رکھا تھا۔

حضرت ام فضل بنت الحارث بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے اس کے پاس شک کیا رسول

اللہ ﷺ کے روزے متعلق کہ آپ نے عرفات میں رکھا ہے یا نہیں؟ وهو واقف علی بعيره بعرفة فشربه (بخاری و مسلم) ''تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پی لیا'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں 9 ذی الحجہ کو روزہ نہیں رکھا تھا۔

قربانی

دس ذی الحجہ کے دن ایک بڑا عمل قربانی کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال رہے اور آپ ﷺ ہر سال قربانی کیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

اقام رسول الله ﷺ بالمدينة عشر سنين يضحى

(ترمذی: ۱/ ۲۷۷، ابواب الاضاحی)

قربانی کیا ہے؟

لفظ قربان، بُرھان اور سُلطان کی طرح اسم ہے یا عُدوان اور خُسران کے وزن پر مصدر ہے۔ اور یہ لفظ ہر اس نیکی کے کام پر بولا جاتا ہے جس نیک عمل کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرتا ہے۔ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر مسلمان اپنے جانوروں کو ذبح کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اس لئے اس عمل کو قربانی کہا جاتا ہے۔

قربانی کی فضیلت

۱۰ ذی الحجہ کو جانوروں کی قربانی کرنا ایک عظیم عمل ہے۔ جس کا اندازہ اس بات سے کرنا کوئی مشکل نہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال قربانی کیا کرتے تھے اور ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص باوجود طاقت کے قربانی نہیں کرتا وہ مسلمانوں کی عیدگاہ میں نہ آئے۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ من

كان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا رواه احمد و ابن ماجه و صححه الحاكم لكن رجح الائمة غيره وقفه (بلوغ المرام ص ۴۰۵ باب الاضاحی)

اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے تو اس نیکی کے کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے فرض نہ بھی ہو تو بہت زیادہ اجر وثوب والا عمل ہے۔

اس عمل پر اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر رکھا ہے۔

ھادی کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما عمل ادمی من عمل یوم النحر احب الی الله من اهراق الدم انه لیاتی یوم القیامة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم لیقع من الله بمکان قبل ان یقع من الارض فطیبوا بها نفسا۔ (ترمذی: ۱/ ۲۷۵، ابواب الاضاحی)

”قربانی کے دن کسی آدمی کا کوئی عمل بھی قربانی کے عمل سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب نہیں ۔ بے شک قیامت کے دن قربانی کے جانور کو اس کے سینگوں ، بالوں ، اور کھریوں سمیت لایا جائے گا۔ (اور ہر ایک چیز کے بدلے اجر وثواب دیا جائیگا) اور بے شک (قربانی کے جانور کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے۔ تو تم اس کے ساتھ جانوں کو پاکیزہ کرو۔“

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

قربانی کا جانور صحیح سلامت اور بے عیب ہونا چاہیے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان افضل الضحایا اغلاها واسمنها (مسند احمد ص ۳/ ۴۲۴)

”بہترین قربانی اس جانور کی ہے جو قیمتی اور دوسرے جانوروں سے موٹا تازہ ہو۔ عیب دار جانور کی قربانی جائز نہیں ۔ بعض عیوب کو رسول کریم ﷺ نے مختلف احادیث میں بیان فرمایا ہے، مثلا:

۱۔ لنگڑا۔ جس کا لنگڑا پن واضح ہو' ۲۔ کانا۔ جس کی آنکھ کا نقصان ظاہر ہو' ۳۔ بوڑھا۔ جس کی ہڈیوں

میں مغز باقی نہ رہا ہے'۴۔ بیمار۔ جس کی کوئی بھی بیماری واضح ہو۔۵۔ جس کا کان اگلی طرف سے کٹا ہوا ہو'۶۔ جس کا کان پچھلی طرف سے کٹا ہوا ہو'۷۔ جس کا کان لمبائی میں چیرا ہوا ہو'۸۔ جس کے کان میں گول سوراخ ہو'۹۔ جس کا کان یا سینگ کٹا ہوا یا ٹوٹا ہوا ہو۔ (جس جانور کے کان یا سینگ قدرتی طور پر نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے)'۱۰۔ بہت کمزور جو دوسروں کے ساتھ برابر نہ چل سکتا ہو' اس لئے ان عیوب میں سے کسی ایک عیب والا جانور بھی قربانی نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ صحیح سلامت اور صحت مند جانور کی قربانی کرنی چاہیے۔

قربانی کے جانور کی عمر

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے تبھی اللہ کریم عزوجل نے اس کی تکمیل کا اعلان فرمایا کہ:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ؛۳)

رسول اللہ ﷺ نے جہاں قربانی کے دوسرے مسائل بیان فرمائے وہاں قربانی کے جانور کی عمر کا مسئلہ بھی بیان فرمایا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ **قال رسول اللہ ﷺ لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان** (مسلم:۲/۱۵۵، کتاب الاضاحی)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ ذبح کرو تم مگر دو دانت والا مگر یہ کہ تم پر دشوار کر دیا جائے تو ضان (بھیڑ کی نسل) سے جذعہ (کھیرا) ذبح کرلو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور مُسِنّہ (دو دانت والا یا اس سے اوپر) ہونا ضروری ہے۔ خواہ وہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری میں سے کوئی بھی جانور ہو۔ البتہ اگر کسی شخص کو قربانی کا جانور نہیں مل سکا اور قربانی کے دن گزر رہے ہیں۔ تو وہ اس مجبوری کی حالت میں صرف بھیڑ کی نسل (دنبہ، چھترا) سے ہی قربانی کیلئے جذعہ ذبح کر سکتا ہے۔ اونٹ، گائے اور بکری، مذکر یا مونث مجبوری کی حالت میں بھی مسنہ کے علاوہ قربانی نہیں کر سکتا۔

حدیث میں جولفظ مُسِنّہ اور جذعہ بیان ہوئے ہیں ''بعض الناس'' مختلف اقوال اور لغوی موشگافیوں کا چکمہ دیتے ہوئے غلط (خلاف حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فتویٰ جاری کر دیتے ہیں اور لوگوں کی قربانیاں ضائع کروا دیتے ہیں

ذیل کی سطور میں مُسِنّہ اور جذعہ کا معنی ومفہوم بیان کیا جاتا ہے تا کہ بات واضح ہو جائے اور قارئین کو مسئلہ سمجھنے میں آسانی رہے۔

مسنّہ مُسِنّہ کا معنی ہے دو دانت والا یا اوپر والا (یعنی تین، چار دانت گرانے والا وغیرہ) اسے بعض کے نزدیک ''دوندا'' کہا جاتا ہے اور اس سے مراد وہ جانور ہے جو اپنے دودھ کے دانت گرا دے اور اس کے سامنے والے دانت نئے نکل آئے ہوں۔ البتہ یہ مُسِنّہ کی کم از کم عمر ہے اس سے زیادہ عمر والا مثلاً جو چار دانت گرا دے ''چوگا'' یا چھ دانت گرا دے ''چھگا'' وہ بھی مُسِنّہ میں داخل ہیں لیکن اس کے لیے کم از کم ''دوندا'' ہونا ضروری ہے۔ ذیل میں اس معنی کو اہل لغت اور آئمہ ومحدثین عظام سے بیان کیا جاتا ہے۔

امام نووی رحمة الله علیه فرماتے ہیں المسنة هی الثنية من كل شئی من الابل والبقر والمعز والضان فما فوقها (شرح صحیح مسلم ص155/2) دو دانت والا ہر شئی سے اونٹ اور گائے اور بکری اور بھیڑ سے یا اس سے اوپر دانت والا مُسِنّہ ہے (یعنی بڑا)

امام شوکانی رحمة الله علیه فرماتے ہیں قال العلماء المُسِنَّه هی الثنية من كل شئی من الابل والبقر و المعز والضان فما فوقها (نیل الاوطار ص202/5)

علماء کرام فرماتے ہیں دو دانت والا ہر قسم کے جانوروں سے اونٹ اور گائے اور بکری اور بھیڑ سے یا اس سے اوپر دانت والا مُسِنّہ ہوتا ہے۔

مشہور امام لغت **علامہ مجدالدین فیروز آبادی** فرماتے ہیں واسن كبرت سنه كاستسن و نبت سنه (القاموس المحیط ص236/4 باب النون فصل السین) اسن استسن کی طرح ہے یعنی عمر بڑی ہوگئی اور اس کا دانت نکل آیا۔

اسی عبارت کی تشریح کرتے ہوئے **علامہ محمد مرتضیٰ الزبیدی** مزید وضاحت فرماتے ہیں (کبرت سنه) فهو مسن (کاستسن و) يقال اسن البعير اذا (نبت سنه) الذی يصير به مسنا من الدواب (تاج العروس ص243/9) اور اس کا معنی ہے اس کی عمر بڑی ہوگئی تو وہ مُسِنَّہ ہے جیسا کہ استسن ہے اور اسن البعیر اس وقت کہا جاتا ہے جب اس کا دانت اُگ آئے اور وہ اس کے ساتھ مُسِنَّہ ہو جاتا ہے چوپاؤں میں سے۔

امام ابن حجر رحمة الله عليه فرماتے ہیں قال اهل اللغة المسن الثنى الذى يلقى سنه (فتح البارى ص 11/10)

اہل لغت کہتے ہیں مُسِنَّہ وہ ثنی (دو دانت والا) ہے جو اپنے دانت گرا دے۔

علامہ محمد طاہر حنفی فرماتے ہیں المسنة تقع على البقرة والشاة اذا اثنيا ويثنيان فى السنة الثالثة وليس معنى اسنانها كبرها كالرجل المسن ولكن معناه طلوع سنها فى السنة الثالثة (مجمع البحار ص148/2)

مُسِنَّـــہ کا اطلاق گائے، بکری پر اس وقت ہوتا ہے جب وہ دو دانت والا ہو جائے اور یہ تیسرے سال میں دو دانت والے (دوندے) ہوتے ہیں اور یہاں اسنان کا معنی عمر میں بڑا ہونا نہیں جیسا کہ آدمی کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے لیکن یہاں پر اس کا معنی ہے دانت کا اُگ آنا (نکل آنا) اور یہ تیسرے سال میں ہوتا ہے۔

ابن عابدین شامی حنفی فرماتے ہیں قوله مسن بضم الميم وكسر السين ماخوذ من الاسنان وهو طلوع السن فى هذه السنة (رد المحتار ص 24/2، مرعاة المفاتيح ص 352/2) اس کا کہنا مسن میم کے ضمہ اور سین کے کسرہ کے ساتھ اسنان سے ماخوذ ہے اور اسنان کا معنی ہے اس سال میں دانت کا اُگ آنا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں وجه تسميه بمسنه ان است که وی می اندازد دو دندان پیش را که ان را ثنایا گویند دریں عمر (اشعة اللمعات ص 538/1) مُسِنَّہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس عمر میں اس

کے سامنے والے دو دانت نکل آتے ہیں ان کو ''ثنایا سامنے والے دو دانت'' کہا جاتا ہے۔

اس ساری بحث سے یہ بات واضح ہوئی کہ مُسِنَّہ وہ جانور ہوتا ہے جس کے دودھ کے سامنے والے دو دانت گر گئے ہوں اور ان کی جگہ نئے دانت نکل آئے ہوں اب یہ جس بھی عمر میں ہوگا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لہٰذا جو بھی مختلف اقوال ذکر کیے جاتے ہیں ان میں اختلاف صرف آب وہوا یا جنس کی وجہ سے ہے لیکن اصول وضابطہ تو یہی ہے کہ دوندا یا بڑا ہو تو مُسِنَّہ کہلائے گا ورنہ نہیں۔

بعض لوگ مُسِنَّہ کا معنی کرتے ہیں ایک سال والا جانور جبکہ مُسِنَّہ کا یہ معنی درست نہیں کیونکہ یہ حکم (مُسِنَّہ ہونا) عام ہے جو قربانی کے سب جانوروں کو شامل ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے اگر مُسِنَّہ کا معنی دو دانت والا (دوندا یا اس سے بڑا) کیا جائے۔ اگر ایک سال کا معنی کیا جائے تو پھر اونٹ اور گائے کی عمر کے بارے میں کوئی دلیل نہیں کہ ان کی عمر ایک سال سے زائد ہو جبکہ اونٹ اور گائے ایک سال عمر والی کی قربانی وہ حضرات بھی نہ مانتے ہیں اور نہ ماننے کے لیے تیار ہیں۔ بلکہ کہتے ہیں کہ گائے دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔ حالانکہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ قربانی کے جانور کی عمر حدیث میں بیان نہیں ہوئی بلکہ اس کا مُسِنَّہ ہونا بیان کیا گیا ہے اور مُسِنَّہ تو کم از کم صرف ''دوندا'' ہی کہلائے گا۔

ایک دفعہ یہی سوال جب ہم نے اپنے علاقہ کے نامی گرامی حنفی دیوبندی قاری محمد یوسف صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ منڈی صفدر آباد و صدر مدرس جامعہ فاروقیہ شیخوپورہ سے کیا تو جواب نہ ہونے کی صورت میں انہوں نے یہ فرمایا کہ آپ اہل حدیث ہیں آپ حدیث پر عمل کریں۔ ہم حنفی ہیں ہم فقہ حنفی پر عمل کریں گے انا للہ وانا الیہ راجعون (اللہ اکبر۔ مخالف بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حدیث پر عمل تو اہل حدیث ہی کرتے ہیں۔ فللہ الحمد) یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آیا' سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ بکرا اگر گھر میں پالا ہوا ہو اور اس کی عمر ایک سال ہونے کا پختہ یقین بھی ہو تو کیا قربانی ہو سکتا ہے؟۔ حضرت حافظ صاحب مرحوم نے فرمایا' اگر بکرا ہو آدم علیہ السلام کے زمانے کا اور جبریل علیہ السلام اسے جنت

میں چراتے رہے ہوں اگر آج بھی دوندا نہیں ہوا تو اس کی قربانی نہیں ہو گی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا تذبحوا الا مسنة اس واقعہ پر ان لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو یہ عذر تراش لیتے ہیں کہ یہ تو اپنے گھر کا پالا ہوا جانور ہے۔

جذعه :مُسِنَّہ کی تعریف کے بعد جذعه کے متعلق آئمہ محدثین واہل لغت کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان اگر تنگی، مشکل ودشواری ہو تو ضان (بھیڑ) کی نسل سے جذعه (قربانی کے لیے) ذبح کرلو۔

بعض لوگ جذعه کے متعلق مختلف اقوال کو بنیاد بنا کر لوگوں کو چھ ماہ تک کے جانور کی قربانی کی اجازت دے دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ جذعہ والی رخصت پر عمل کیا گیا ہے حالانکہ جذعه کم ازکم ایک سال کی عمر کے جانور کو کہتے ہیں۔

قارئین یاد رکھیں کہ جذعه کے متعلق مختلف اقوال موجود ہیں

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے صحیح ترین قول کون سا ہے؟ تو آیئے سب سے پہلے آئمہ لغت سے معلوم کرتے ہیں کیونکہ کسی بھی چیز کو یا کسی بھی لفظ کے معنی کو اہل لغت دوسروں کی بہ نسبت بہتر جانتے ہوتے ہیں کہ اس لفظ کا معنی ومفہوم کیا ہے؟

چنانچہ معروف لغت دان **مجد الدین فیروز آبادی** فرماتے ہیں الجذع محركة قبل الثنى وهى بهاء اسم له فى زمن وليس بسن تنبت اوتسقط والشاب الحدث (القاموس المحيط ص 12/3)

یعنی جذع ثنی (دوندے) سے پہلے عمر والے کو کہا جاتا ہے جبکہ اس کے دانت نہ گرے ہوں اور نہ ہی اُگے ہوں (بلکہ) نوجوان ہو اس کی تشریح کرتے ہوئے **علامہ محمد مرتضیٰ الزبیدی** فرماتے ہیں الجذع محركة قبل الثنى كما فى الصحاح وقال الليث الجذع من الدواب والانعام قبل ان يثنى بسنه وهو اول مايستطاع ركوبه والانتفاع به (تاج العروس ص 297/5) جذعہ ثنی سے پہلی عمر والا ہوتا ہے

لیث کہتے ہیں کہ جانوروں اور چوپاؤں سے جذعہ وہ ہے جو ابھی دو ندانہ ہو وہ سواری کے قابل اور بار برداری وغیرہ کے لیے نفع کے قابل ہونے کی ابتداء میں ہو۔

امام ابن اثیر فرماتے ہیں من الضان ماتمت له سنة (النهاية ص 202/5) بھیڑ کی نسل سے جذعہ وہ ہوتا ہے جس کی عمر کا ایک سال مکمل ہو جائے۔ یہی بات ابن اثیر کے حوالہ سے امام عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحفة الأحوذی ص 355/2 ابواب الاضاحی میں بیان فرمائی ہے۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے بہت بڑے بزرگ **مولانا خلیل احمد سہارنپوری** فاضل دیوبند جذعہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں فی اللغة ماتمت له سنة (بذل المجهود ص 71/5 کتاب الضحایا) کہ لغت میں جذعہ ایک مکمل سال کی عمر والا ہوتا ہے۔

یہاں پر سہارنپوری صاحب ہدایہ کے حوالہ سے جذعہ کی تعریف کرتے ہیں کہ وہ چھ ماہ کا ہو لیکن اس میں اس وضاحت کا بھی ذکر ہے کہ یہ معنی شرعی ہے لغوی نہیں کیونکہ اہل لغت تو ایک سال کے جانور کو جذعہ مانتے ہیں۔

قارئین ذی وقار! اب آپ غور کریں کہ یہ شرعی کیسے ہو گیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال وافعال سے یہ تعین ہے کہ جذعہ چھ ماہ کا ہوتا ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عمر کا ذکر کرنے کی بجائے جذعہ کا لفظ بولا ہے۔ اب جذعہ کا معنی وہی ہوگا جو اہل لغت کے ہاں معروف ہوگا اور شرعاً بھی وہی معنی معتبر ہوگا۔ حضرات احناف کا کسی خود ساختہ قانون واصول کو شرعی کہہ دینے سے وہ مسئلہ شرعی نہیں ہو جاتا۔ ہاں! احناف کی شریعت کی بات الگ ہے۔

بلکہ صاحب کفایہ نے تو اس سے بھی واضح بات کہہ دی فرماتے ہیں قيل بمذهب الفقهاء احترازا عن قول اهل اللغة (کفایہ 24/4) یہ بات کہ ایک سال سے کم کا بھیڑ کا بچہ جذعہ ہوتا ہے فقہاء کے مذہب کے مطابق کہی گئی ہے اہل لغت کے قول سے بچتے ہوئے

(کیونکہ اہل لغت تو ایک سال مکمل ہونے پر جذعہ مانتے ہیں جیسا کہ القاموس المحیط اور تاج العروس کے حوالہ سے اوپر گزرا ہے اور جس کی تصدیق مولانا خلیل احمد سہارنپوری حنفی دیوبندی اور ہدایہ کی شرح کفایہ سے ہو چکی ہے۔ اب مزید ایک اور شہادت ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ محمد طاہر حنفی اپنی کتاب مجمع البحار میں فرماتے ہیں الجذع من الضان ماتمت له سنة (مجمع البحار ص 181/1) بھیڑ کی نسل سے جذعہ وہ ہے جس کی عمر کا ایک سال مکمل ہو گیا۔

حافظ ابن حجر رحمة الله علیه شارح صحیح بخاری

فرماتے ہیں واختلف القائلون باجزاء الجذع من الضان وهم الجمهور فی سنه علی آراء احدها انه ما اکمل سنة و دخل فی الثانیة وهو الاصح عندالشافعیة وهو الاشهر عنداهل اللغة وغیرهم (فتح الباری شرح صحیح بخاری ص 12/10 کتاب الاضاحی) بھیڑ کے جذعہ کے قربانی میں کافی ہونے کو کہنے والے (علماء کرام) نے جذعہ میں کئی آراء پر اختلاف کیا ہے وہ (قائلون) جمہور ہیں ایک رائے یہ ہے کہ (جذعہ وہ ہوتا ہے) جو ایک سال مکمل کر لے اور دوسرے سال میں داخل ہو شافعیہ کے ہاں یہ زیادہ درست ہے اور اہل لغت وغیرہ کے ہاں زیادہ مشہور ہے۔

امام نووی شارح صحیح مسلم ۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ جذعہ کی بحث کرتے ہوئے مختلف اقوال ذکر کرتے ہیں لیکن اپنا فیصلہ ان الفاظ میں سناتے ہیں الجذع من الضان ماله سنة تامة هذا هو الاصح عندا صحابنا وهو الا شهر عند اهل اللغة وغیرهم (صحیح مسلم مع شرح نووی ص 155/2) ضان (بھیڑ) کی نسل سے جذعہ وہ ہوتا ہے جو مکمل ایک سال کا ہو یہی بات زیادہ صحیح ہے ہمارے اصحاب کے ہاں اور زیادہ مشہور ہے اہل لغت وغیرہ کے نزدیک۔

امام شوکانی رحمة الله علیه فرماتے ہیں۔ الجذع من الضان ماله سنة تامة هذا هو الاشهر عند اهل اللغة وجمهور اهل العلم من غیرهم (نیل الاوطار ص 202/5 بھیڑ کی نسل سے جذعہ وہ ہے جس کے لیے پورا ایک سال

ہو چکا ہو۔یہی بات جمہور اہل علم اور اہل لغت کے ہاں زیادہ مشہور ہے۔

امام ابن حزم رحمة الله عليه فرماتے ہیں

الجذع من الضان والماعز والظباء والبقر هو ما اتم عاما كاملا ودخل فى الثانى من اعوامه فلا يزال جذعا حتى يتم عامين و يدخل فى الثالث (المحلی ص361/7) بھیڑ' بکری' ہرنی اور گائے کی نسل سے جذعه وہ ہے جو ایک سال مکمل کرلے اور دوسرے سال میں داخل ہوجائے اپنی عمر کے سالوں سے تو وہ جذعہ ہی رہتا ہے حتی کہ وہ دو سال مکمل کر کے تیسرے میں داخل ہوجائے۔

خصی جانور کی قربانی

بعض لوگ خصی جانور کی قربانی جائز نہیں سمجھتے کیونکہ وہ جانور کا خصی ہونا بھی عیب شمار کرتے ہیں۔حالانکہ خصی ہونا عیب نہیں بلکہ یہ تو مفید ہوتا ہے جیسا کہ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ليس هذا عيبا لان الخصاء يفيد اللحم طيبا وينفى عنه الذهومة وسوء الرائحة (فتح الباری:۱۰/۱۰)

''جانور کا خصی کرنا عیب نہیں بلکہ بعض وجوہ سے مفید ہے کہ گوشت پاکیزہ بہترین اور بدبو سے پاک ہوجاتا ہے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے خود خصی جانور کی قربانی کی ہے اگر جانور کا خصی ہونا عیب ہوتا تو امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کبھی بھی خصی جانور کی قربانی نہ کرتے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

ذبح النبي يوم الذبح كبشين اقرنين املحين موجوئين......الخ
(ابوداؤد:۲/۳۰،کتاب الضحایا)

''رسول اللہ ﷺ نے ذبح کے دن دو مینڈھے سینگوں والے سفید سیاہی مائل خصی ذبح کیے۔''

قربانی کا وقت

دین اسلام میں تمام اوامر ونواہی کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ بندہ میں اطاعت وفرمانبرداری کا

جذبہ دیکھا جائے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حدودوقیود مقرر فرمادی ہیں۔ایک مومن مسلمان کی شان یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود وقیود کی پابندی کرے۔

جس طرح شریعت اسلامیہ میں قربانی کے متعلق دوسرے مسائل بیان کردیئے گئے ہیں اسی طرح قربانی کا وقت بھی بیان فرمادیا گیا ہے یہ عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد ہی کی جاسکتی ہے اس سے پہلے نہیں۔کیونکہ اس دن کو یوم الاضحیٰ کہا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔بعض لوگ اس کو یوم الضحیٰ بھی لکھ دیتے ہیں جو کہ درست نہیں کیونکہ اضحیٰ کا لفظ اضحاۃ کی جمع ہے جس طرح ارطاۃ کی جمع ارطی آتی ہے۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں سمعت النبی ﷺ یخطب فقال ان اول مانبدا من یومنا هذا ان نصلی ثم نرجع فننحر فمن فعل فقد اصاب سنتنا ومن نحر فانما هو لحم یقدمه لا هله لیس من النسک فی شیء (بخاری:۲/۸۳۴، کتاب الاضاحی)

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ خطبہ دیتے ہوئے فرمارہے تھے کہ پہلا کام جو ہم نے آج کے دن کرنا ہے یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں گے پھر واپس لوٹیں گے اور قربانی کریں گے تو جس شخص نے ایسا کیا اس نے تو ہماری سنت پر عمل کیا اور جس نے (نماز سے پہلے) قربانی کر لی اس کی کوئی قربانی نہیں بلکہ صرف گوشت ہی ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کو پیش کردیا۔''

یہ بات سن کر حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ میں نے تو نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کرلی ہے تو آپ ﷺ نے انہیں دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا ایک دوسری روایت میں ہے حضرت جندب بن سفیان البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں شهدت النبی ﷺ یوم النحر فقال من ذبح قبل الصلوٰة فلیعد مکانها اخری ومن لم یذبح فلیذبح (بخاری:۲/۸۳۴، کتاب الاضاحی)

''ایک دفعہ میں قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کے جانور کو ذبح کرلیا وہ اس کی جگہ دوسرا قربانی کا جانور

ذبح کرے اور جس نے قربانی نہیں کی وہ اب (نماز کے بعد) ذبح کرلے۔"

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قربانی کا وقت عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اس میں کسی شہری یا دیہاتی کی کوئی تقسیم نہیں ہے۔ یہ حکم سب مسلمانوں کو عام ہے جیسا کہ ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا فلا یذبح حتی ینصرف** (بخاری:۲/۸۳۴، کتاب الاضاحی)

"جو شخص ہماری نماز کی طرح نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلہ کو اپنا قبلہ بناتا ہے۔ (یعنی مسلمان ہے) تو وہ عید کی نماز سے پہلے قربانی کا جانور ذبح نہ کرے۔"

یہ فرمان رسول اللہ ﷺ کس قدر واضح ہے کہ جو شخص مسلمان ہونے کا دعویدار ہے وہ عید کی نماز سے قبل قربانی نہیں کرسکتا مگر افسوس ہے بعض نام نہاد مسلمانوں پر کہ انہوں نے یہ تقسیم کر دی کہ شہری لوگ تو نماز سے پہلے قربانی نہیں کرسکتے البتہ دیہاتی لوگ نماز سے پہلے قربانی کرسکتے ہیں۔ پھر اس کیلئے شہری لوگ اپنے جانور رات کو یا اس سے پہلے قریبی دیہات میں بھیج دیتے ہیں وہاں صبح سویرے جانور ذبح کرکے گوشت بنا کر شہروں میں لے آتے ہیں اس طرح وہ نماز سے پہلے یا نماز کے فوراً بعد گوشت سے لطف اندوز ہوتے ہیں فرمان پیغمبر ﷺ کے مطابق ان کو قربانی کا اجر وثواب بالکل نہیں ملے گا صرف گوشت تھا جو ان لوگوں نے کھالیا ہے اور بس۔

اس لئے میری ان سادہ لوح لوگوں سے گزارش ہے کہ ان لوگوں کے بہکاوے میں آکر ہرگز ہرگز اپنی خون پسینے کی کمائی سے خریدی ہوئی قربانیاں ضائع نہ کریں کیونکہ شریعت کے حکم کو کسی مفتی کا فتویٰ، مجتہد کا اجتہاد، فقیہہ کی فقاہت، خطیب کی خطابت، امام کی امامت، عالم کا علم اور واعظ کا وعظ، ختم یا تبدیل نہیں کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کے اوامر ونواہی پر ان کی روح کے مطابق عمل کی توفیق فرمائے اور قرآن وحدیث کی مخالفت خفی یا جلی سے محفوظ رکھے (آمین۔)

قربانی کتنے دن تک ہوسکتی ہے؟

قربانی اگرچہ پہلے دن کرنا افضل ہے لیکن اس کی اجازت چار دن تک ہے ایک (۱۰) ذی

الحجہ کا دن اور تین دن اس کے بعد (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ تک قربانی کرنا درست ہے) کیونکہ عید کے دن کے بعد تین دن ایام تشریق ہیں اور ہادی کائنات امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: التشریق کلها ذبح (دار قطنی)

''ایام تشریق سارے کے سارے ذبح کے دن ہیں۔'' اس لئے اگر کوئی شخص چوتھے دن بھی قربانی کرتا ہے تو اس کی قربانی بالکل درست اور صحیح ہے۔ یہاں اس موضوع کی تفصیل کی گنجائش نہیں اس مسئلہ پر شیخ الحدیث حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ کی کتاب ''القول الانیق فی ایام التشریق'' بڑی مدلل اور مفصل ہے۔ جو کہ ہر خطیب کے پاس خصوصا ہونی چاہئے یا پھر ہمارے فاضل بھائی غازی اسلام رانا محمد شفیق خان پسروری حفظہ اللہ کی کتاب ''قربانی کے چار دن'' بڑی جامع ہے جس میں مذکورہ کتاب بھی نقل کر دی گئی ہے اور دیگر مفید مباحث بھی اس میں درج ہیں۔

تفصیل کے خواہشمند ان کا مطالعہ ضرور کریں۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ بلکہ ہر خطیب، عالم دین اور طالب علم کے پاس یہ کتابیں ضرور ہونی چاہئیں۔

قربانی کا گوشت

رسول کریم ﷺ نے پہلے یہ حکم فرمایا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن تک استعمال کیا جائے ان سے زیادہ دن نہ رکھیں لیکن بعد میں جب مسلمانوں کے حالات مالی طور پر مستحکم ہو گئے تو آپ ﷺ نے اجازت فرما دی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

عن النبی ﷺ انه نهی عن اکل لحوم الضحایا بعد ثلاث ثم قال بعد کلوا وتزودوا وادخروا (مسلم: ۲/ ۱۵۸، کتاب الاضاحی) ''رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا پھر آپ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ تم کھاؤ بھی اور زاد راہ بھی بنا لو اور ذخیرہ بھی کر لو۔'' لیکن اس سلسلہ میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ اس میں سے غرباء اور مساکین کا حق بھی ادا کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ آج کے فریزر کے دور میں سارے کا سارا ہی ذخیرہ کر لیا جائے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی ان کا حصہ ادا کرنا چاہئے۔

قربانی کا طریقہ

بہتر تو یہ ہے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کی جائے لیکن اگر کوئی دوسرا بھی ذبح کر دے تو درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر 63 اونٹ خود اپنے دست مبارک سے ذبح کئے تھے اور 37 اونٹ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ذبح کروائے۔

جانور کو لٹانے کے بعد رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے: **بسم الله اللهم تقبل من محمد و آل محمد و من امة محمد** ﷺ (مسلم:۲/۱۵۶، کتاب الاضاحی) ایک دوسری روایت میں ہے پھر آپ ﷺ **بسم الله و الله اکبر** کہتے (مسلم: ایضا)

اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کریں اگر کوئی دوسرا کر دے تب بھی جائز ہے۔ ذبح سے پہلے چھری کو اچھی طرح تیز کر لیا جائے۔ ذبح کرنے والا اگر اپنی قربانی ذبح کر رہا ہے تو وہ یہ دعا پڑھے: **بسم الله اللهم تقبل منی و من اهل بیتی بسم الله و الله اکبر** اور ذبح کر دے۔ اگر وہ کسی دوسرے کی قربانی ذبح کر رہا ہے تو پھر مِنّی کی جگہ اس شخص کا نام لے اور **اهل بیتی** کی بجائے **اهله** کہے اور ذبح کرے۔

ضروری وضاحت

قربانی کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ اس کا عقیدہ توحید والا ہو جس میں شرک کی آمیزش وملاوٹ نہ ہو اس کا ہر ہر عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو جس میں بدعت کی ملاوٹ نہ ہو۔ اس کی کمائی حلال ہو حرام مال سے خریدکردہ یا چوری کا چارہ وغیرہ ڈال کر پالی ہوئی قربانی قبول نہیں ہوگی۔ وہ خود نمازی ہو کیونکہ تارک صلوٰۃ (بے نماز) شخص کا تو ایمان ہی مشکوک ہے۔ اس طرح وہ قربانی خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کیلئے کرے نہ کہ لوگوں میں شہرت کیلئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وحدیث کے مطابق زندگیاں بسر کرنے کی توفیق فرمائے اور شرک وبدعت کی گندگیوں سے محفوظ ومامون رکھے (آمین ثم آمین.)

اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ